Masnavi Sehrul bayan

B.A Urdu (Hons), part iii

Lecture-1

مثنوی سحرالبیان

اردو مثنویوں کی تاریخ میں میر حسن کی مثنوی ''سحرالبیان'' ایک نمایاں اہمیت کی حامل ہے۔ میر حسن نہ صرف یہ کہ ایک قادرالکلام شاعر تھے بلکہ مثنوی نگاری کا انہیں ملکہ حاصل تھا۔ انہوں نے چھوٹی بڑی گیارہ مثنویاں لکھیں جن میں رموز العارفین، گلزار ارم، خوان نعمت وغیرہ لائق ذکر ہیں۔ لیکن ان کی تمام مثنویوں میں ''سحرالبیان'' کو بطور خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ مثنوی میر حسن کی آخری تصنیف ہے۔ جسے انہوں نے ۱۷۸۵ء/ ۱۱۹۹ھ میں مکمل کیا۔ بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ:

> ''کتب خانہ انڈیا آفس، لندن کی مطبوعہ ہندوستانی کتابوں کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی میر حسن کا پہلا ایڈیشن کلکتہ سے ۱۸۰۳ء میں ۱۵۲ صفحات پر اور دوسرا ۱۸۰۵ء میں ۱۶۳ صفحات پر شائع ہوا۔ اس مثنوی کے ۱۸۰۳ء سے ۱۸۸۱ء تک کے ۱۹ مختلف ایڈیشن انڈیا آفس میں محفوظ ہیں۔''
>
> (ہندوستانی قصوں سے ماخوذ اردو مثنویاں، ۱۹۶۱ء، ص: ۳۵۱)

میر حسن کی اس مثنوی کو اسم با مسمیٰ قرار دیا گیا ہے کیونکہ زبان اور انداز بیان کا شاعر نے جادو دکھلایا ہے۔ اس کے اسلوب میں بڑی لطافت اور ذوقی نفاست و پاکیزگی موجود ہے۔ فصاحت و بلاغت کا ایک چشمہ رواں نظر آتا ہے۔ مثنوی کے انداز بیان کی اس برجستہ و شگفتہ لطافت و حلاوت کا احساس

خود میر حسن کو بھی تھا۔اور مثنوی کے آخر میں انہوں نے خود اس امر کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

زرا منصفو داد کی ہے یہ جا
کہ دریا سخن کا دیا ہے بہا
زبس عمر کی اس جوانی میں صرف
تب ایسے یہ نکلے ہیں موتی سے حرف
جوانی میں جب ہوگیا ہوں میں پیر
تب ایسے ہوئے سخن بے نظیر

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ہوگئی ہے کہ میر حسن نے اس مثنوی کو اجاگر کرنے کے لیے پوری جوانی کیپا زی لگادی اور جب ضعیفی میں قدم رکھا تو یہ مثنوی مکمل ہوئی اور مثنوی کے حروف کو موتیوں کی آب وتاب نصیب ہوئی ہے اور میر حسن کا یہ دعویٰ مکمل ہوئی اور مثنوی کے حروف کو موتیوں کی آب وتاب نصیب ہوئی ہے۔اور میر حسن کا یہ دعویٰ سچ ہے کیوں کہ زبان وبیان کی اسی خوبی وخوش اسلوبی نے میر حسن کی اس مثنوی کو حسن واثر کا بے بہا مرقع بنادیا ہے۔مثنوی کے اشعار میں انہوں نے اپنے عہد کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی کے جیتے جاگتے نقوش بیان کردیئے ہیں۔اس مصورانہ پیش کش کا انداز اتنا انوکھا دلفریب اور دل نشیں ہے کہ قاری کے سامنے مسلمانوں کے آخری دور میں سلاطین وامراء کے یہاں جو حالتیں تھیں اور جس طرح کے معاملات پیش آتے تھے سب کا بہت ہی صاف وشفاف نقشہ پیش کردیا ہے۔ڈاکٹر فرمان فتحپوری نے اس کی وجہ تخلیق یوں بتائی ہے:

''میر حسن کی بہترین اور مشہور ترین مثنوی سحرالبیان نواب آصف الدولہ کی وجہ سے وجود میں آئی ہے۔ہوا یہ کہ ۱۱۸۹ء میں شجاع الدولہ کے انتقال کے بعد جب آصف الدولہ تخت نشیں ہوئے تو انہوں نے فیض آباد کے بجائے لکھنؤ کو دار الحکومت ٹھہرایا اور علم وادب کی وہ قدردانی فرمائی کہ لکھنؤ ارباب کمال کا مرکز بن گیا۔میر حسن بھی فیض

آباد سے لکھنؤ پہنچ گئے اور جلد ہی دربار شاہی تک رسائی حاصل کر لی۔ بادشاہ کو شفیق وادب نواز دیکھ کر سحر البیان لکھنا شروع کی اور ۱۱۹۹ھ/۱۷۷۴ء ختم کر کے بادشاہ کے حضور میں پیش کر دی۔''

(اردو شاعری کا فنی ارتقا،۱۹۹۴ء،ص:۱۸۵)

اقتباس بالا میں ۱۱۸۹ء غلط معلوم ہوتا ہے اسے ۱۱۸۹ھ ہونا چاہیے۔

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu,

S S College, Jehanabad

Contact: 9868606178

imran305@gmail.com